روزنامہ **الفضل** ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ — فون: ۴۴۹ — ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۹۰ اتوار | ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ ' ۲۴ شہادت ۱۳۷۳ ہش ' ۲۴ اپریل ۱۹۹۴ء

اپنی زبان میں دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو

دعا کے لئے رقت والے الفاظ تلاش کرنے چاہئیں یہ مناسب نہیں کہ انسان مسنون دعاؤں کے ایسا پیچھے پڑے کہ ان کو جنتر منتر کی طرح پڑھتا رہے۔ اور حقیقت کو نہ پہچانے۔ اتباع سنت نبوی ضروری ہے مگر تلاش رقت بھی اتباع سنت ہے۔ اپنی زبان میں جس کو تم خوب سمجھتے ہو۔ دعا کرو تاکہ دعا میں جوش پیدا ہو۔ الفاظ پرست مخذول ہوتا ہے حقیقت پرست بننا چاہئے۔ مسنون دعاؤں کو بھی برکت کے لئے پڑھنا چاہئے مگر حقیقت کو پاؤ۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ساری دنیا کے آفات و مصائب ذکر الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں ہیں

اگر آپ ذکرِ الٰہی سے محروم ہیں تو یہ بڑا ہی نقصان کا سودا ہے

جبتک اللہ کے ذکر کا سلیقہ اور شعور حاصل نہ ہو جائے دنیا کو جنت نصیب نہیں ہو سکتی

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴ صلح ۱۳۷۳ ھ (۱۴۔ جنوری ۱۹۹۴ء) بمقام بیت الفضل لندن کا مکمل متن

(خطبہ کا یہ مکمل متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے سورہ الزخرف کی آیت نمبر ۳۷ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"ذکر الٰہی پر جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے اس سلسلے کی یہ کڑی ہے جس کے آغاز میں میں نے چند ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق ذکر نہ کرنے والوں سے ہے اور اس کے بعد پھر میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے آغاز کے متعلق چند احادیث آپ کے سامنے رکھوں گا۔

آج کے اجتماعات کے سلسلے میں ایک اعلان ہے جو میں اس سے پہلے کرنا چاہتا ہوں۔ ضلع میرپور آزاد کشمیر کا پانچواں جلسہ سالانہ آج منعقد ہو رہا ہے اور امیر صاحب ضلع کی درخواست ہے کہ ہمیں تمام دنیا کی جماعتیں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

ذکر نہ کرنے والا گھاٹے میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت ہوگی اور جو کوئی اس حال میں لیٹا کہ اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے اور جو کوئی تم میں سے کچھ چلا اور وہ اس میں اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے۔ یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کا برعکس بعینہٖ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے کیونکہ آپؐ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی گھاٹے والا نہیں تھا۔ پس جب آپؐ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی جگہ بیٹھا جہاں ذکر نہیں کیا اس کے لئے گھاٹا ہے اور حسرت ہے تو یہ خیال ایک ذکر کرنے والے ہی کو آ سکتا ہے۔ جب آپؐ فرماتے ہیں کہ جو چلا اور اس نے ذکر نہ کیا اس کے لئے گھاٹا ہے تو یہ خیال بھی ایک ذکر کرنے والے ہی کو آ سکتا ہے۔ جس نے یہ کہا کہ وہ شخص جو اس حال میں لیٹا کہ اس نے ذکر نہیں کیا یہ خیال بھی صرف ذکر کرنے والے کو ہی آ سکتا ہے ورنہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اٹھتے بھی ہیں بیٹھتے بھی ہیں چلتے بھی ہیں سوتے بھی ہیں اور کتنا ہی اٹھنا بیٹھنا اور چلنا اور سونا ذکر سے خالی ہوتا ہے۔ پس وہ گھاٹے کا سودا جس کا اس میں ذکر ہے آج اس دنیا پر اس کا اطلاق ایسے ہو رہا ہے جیسے کبھی پہلے نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو گواہی دی ہے۔ (سورہ العصر) اس میں جو گھاٹے والا زمانہ بتایا گیا ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ کس چیز کا گھاٹا ہے کہ دنیا چلتے ہوئے بھی خدا کو بھولے رہتی ہے بیٹھتے ہوئے بھی اس کو بھولتی ہے اٹھتے ہوئے بھی بھولتی ہے سوتے ہوئے بھی۔ سوتے جاگتے ہر حالت میں خدا کو بھولے ہوئے ہے صرف ایک ایسا موقع ہے جب دنیا کو خدا یاد آتا ہے یعنی جب مصائب انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ جب آفات سماوی اس پر آ پڑتی ہیں جب طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ صرف وہ وقت ہے جس وقت انسان اللہ کو یاد کرتا ہے مگر ایسا یاد کرنا بے کار ہے کیونکہ وہ یاد خالصتاً نفس کی یاد ہے اللہ کی نہیں۔ حقیقت میں نام تو اللہ کا لیا جا رہا ہے۔ لیکن اپنے نفس کی محبت نے مجبور کیا ہے اللہ کی محبت کے حوالے سے نفس یاد نہیں رہتا بلکہ نفس کے حوالے سے اللہ یاد آتا ہے اور ان دونوں مضمونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہم ان بد نصیبوں میں سے نہ ہوں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر : آغا سیف اللہ- پرنٹر : قاضی منیر احمد مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی کہ جو ذکر الٰہی کے بغیر جیتے ہیں ان کی ساری زندگی گھاٹے کی زندگی ہے۔

قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا (-----) کہ جو شخص اللہ کے ذکر سے احتراز کرتا ہے اس کے لئے ہم ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے اب زمانے کے حالات کو اس حدیث کی روشنی میں دوبارہ دیکھیں تو یہ مسئلہ سمجھ آتا ہے کہ حقیقت میں کوئی انسان خلا میں نہیں رہ سکتا۔ جب اللہ کے ذکر سے دل خالی ہو تو اس دل پر ضرور شیطان قبضہ کرتا ہے اور شیطان اس وقت دنیا کا ساتھی بن جاتا ہے جب دنیا ذکر سے خالی ہو جاتی ہے۔ تو ساری دنیا میں جو آفات اور مصائب پھیلے پڑے ہیں حقیقت میں یہ ذکر الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں ہیں اگر ذکر الٰہی ہو تو شیطان کو وہاں قدم رکھنے کی مجال نہیں ہے' اجازت نہیں ہے۔ پس ہر قسم کی آفات سے بچنے کے لئے ہمیں ذکر الٰہی کو زندہ کرنا ہے اور پہلے اپنی ذات میں اس ذکر کو زندہ کرنا ہو گا اپنے دل کو ذکر سے معمور کرنا ہو گا پھر اس ذکر کو عام کرنا ہو گا کیونکہ ذکر کے لفظ میں اگرچہ خاموش یاد بھی شامل ہے لیکن حقیقت میں اس میں آواز دے کر یاد کرنے کا مضمون زیادہ غالب ہے کیونکہ اس کے ذریعے دنیا کو نصیحت ہوتی ہے۔ اسی لئے ذکر کے معنی نصیحت کے بھی ہیں۔ آباؤاجداد کی اچھی باتیں فخر سے یاد کرنے کو بھی ذکر کہتے ہیں دل میں خاموشی سے بھی اللہ کو یاد کرنے کو ذکر کہا جاتا ہے مگر زیادہ تر ذکر کے ساتھ اونچی آواز میں یاد کرنا سمجھا جاتا ہے اور یہ اس مضمون میں داخل ہے۔

جماعت کو نصیحت

پس میں جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اکثر دل میں ذکر تو کرتے ہی ہوں گے کہ احمدی ذکر سے خالی نہیں ہیں مگر اپنی مجالس کو ذکر سے سجائیں۔ اپنے گھروں میں' اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اور کھانوں کے اوقات میں مہمانوں کی آمد پر مجلسوں کے دوران ضرور ذکر کیا کریں کیونکہ ذکر کے نتیجے میں آپ کی مجالس کو تقدس حاصل ہو گا۔ آپ کی مجالس اگر ذکر سے خالی ہوں گی تو کسی نہ کسی حد تک شیطان ان میں ضرور دخل دے گا۔ پس ہماری عورتوں میں جتنی بھی چغلی کرنے کی عادت ہے۔ اکٹھی بیٹھیں تو کسی اور بہن کی برائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور بعض علاقے ہیں وہاں مردوں کی بھی ایسی عادت ہے ان کی اس عادت پر یہی مضمون صادق آتا ہے کہ جہاں ذکر نہیں ہو گا وہاں شیطان مقرر کر دیا جائے گا وہ اپنے تذکرے چھیڑ دیتا ہے اور یہ ساری لغو باتیں ذکر کے فقدان سے ہوتی ہیں اگر ذکر ہو تو اس میں مزاح کا موقع بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر کے وقت ناممکن ہے کہ انسان ہنس سکے۔ اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر سیکھا ہے تو آپؐ کی زندگی پر غور کر کے دیکھیں آپؐ اسی ذکر کی حالت میں ہنستے بھی تو تھے۔ لطائف بھی چلتے تھے۔ مگر ایک فرق تھا جو آپؐ کے لطائف اور باقی لطائف میں تھا۔ آپؐ کا لطیفہ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا۔ آپؐ کے لطیفے میں کوئی تحقیر کا پہلو نہیں تھا بلکہ محبت غالب رہتی تھی پیار کے ساتھ ہنستے تھے اور پیار کے ساتھ ہنساتے تھے۔ پس اس پہلو سے اگر آپ ذکر کے مضمون کو سمجھیں تو ذکر کسی ایسی حالت کا نام نہیں جس میں آپ روزمرہ زندگی کے مشاغل میں حصہ نہ لے سکیں جیسا کہ میں آگے جا کے بیان کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کے مشاغل کے ساتھ ساتھ ذکر چلتا تھا۔ اس کے لئے کوئی الگ بیٹھ کر' ایک طرف ہو کر' خدا کو یاد کرنے کے لئے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں۔ وہ زندگی کے ہر لمحے میں ساتھ ساتھ رہتا تھا اور یہی وہ ذکر کا طریق ہے جسے آج ہمیں اپنانا ہو گا اور سب دنیا کو سکھانا ہو گا۔

ذکر کا طریق

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے۔ (-) ابوداؤد کتاب الآداب سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ ابوھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قوم یا کوئی گروہ ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں وہ اللہ کا ذکر نہ کرے تو گویا گدھے کی لاش پر بیٹھے ہیں ان پر حسرت ہے۔ اب گدھے کی لاش پر بیٹھنے کا مضمون بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ فی الحقیقت انسان' انسان ہی کی لاشوں پر بیٹھا کرتا ہے اور جانور' جانوروں کی لاشوں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ اگر ایک گدھا مر جائے تو گدھے اس کو آ کے سونگھتے ہیں اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک دفعہ میں نے گھوڑی کے بچے کو مرے ہوئے دیکھا کہ صرف اس کی ماں ہی نہیں دوسرے گھوڑے بھی قریب آتے تھے اور اس کو سونگھتے تھے اور چلے جاتے تھے۔ اسی طرح جنگلوں میں اپنے ہم جنسوں کی لاشوں پر ہم جنس اکٹھے ہو جاتے ہیں تو حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ پیغام ہے کہ تم گدھے ہو جو ایسی مجلسوں میں بیٹھے ہوئے ہو جہاں خدا کا ذکر نہیں کیونکہ گدھے کی لاش پر اکٹھے ہونے والے گدھے ہی ہو سکتے ہیں۔ پس کیسی بے وقوفی کا عالم ہے کہ تم بیٹھے ایسی باتیں کرتے ہو جن کا کوئی مقصد نہیں۔ کوئی ان کا فائدہ نہیں ہے۔ کسی سے نقصان کو بچانے کا کوئی قصہ نہیں۔ خالصتاً حماقت سے اپنا وقت ضائع کر رہے ہو۔ مجلسوں میں لطف بھی اٹھانا ہوں تو ذکر الٰہی سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے اور بعض دفعہ ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ دنیا کے کسی اور لطف میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسان کو جھرجھری آ جاتی ہے۔ ذکر سے اس قدر لذت پیدا ہوتی ہے کہ سارا بدن کانپ اٹھتا ہے اس لئے یہ خیال کہ ذکر بوریت کا دوسرا نام ہے یہ بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ جہالت کی بات ہے۔ ذکر میں لطف ہے کیونکہ ذکر کا مضمون محبت سے تعلق رکھتا ہے اور محبت اگر کسی سے ہو جائے تو وہ محبوب چاہے کیسا ہی برا کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں انسان کو اس کے ذکر میں بڑا لطف آ رہا ہوتا ہے کیونکہ انسان کو اپنا محبوب ضرور حسین معلوم ہوتا ہے اور دنیا کی نظر میں خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اپنے محبوب کے ذکر سے ایک انسان لطف اٹھاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اس مضمون کو ثابت کرنے کے لئے کہ کس طرح ہر انسان اپنے تعلق سے کسی کو حسین پاتا ہے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے ایک حبشن کو بلایا جس کا بیٹا بہت ہی سیاہ اور بہت بدصورت بھی تھا اور بھی لوگوں کے بچے وہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے اس حبشن کو بلایا اور کہا کہ یہ قیمتی ہار ہے تم غور سے دیکھو جو سب سے زیادہ پیارا بچہ ہے اس کی گردن میں ڈال دو۔ اس نے چاروں طرف دیکھ کر جائزہ لیا اور اپنے بچے کی طرف بڑھی اور اس کی گردن میں ڈال دیا۔ جھوٹ نہیں بولا تھا۔ بادشاہ کی تمکنت کے سامنے اس کو جرأت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ بادشاہ کی ہیبت تھی لیکن دل کی گواہی تھی۔ سب سے زیادہ پیارا بچہ اسے اپنا بچہ دکھائی دیا۔ محبت اور ذکر کا ایک گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر ذکر ہو نہیں سکتا۔ پس اگر محبت سے ذکر کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ذکر لطف سے خالی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب ذکروں سے زیادہ حسین ہے۔ سب سے زیادہ دلکش ہے۔ پس ذکر کے مضمون کو فرض کے طور پر ادا کرنے کی کوشش نہ کریں۔ ہو بھی نہیں سکے گا۔ فرض کے طور پر کبھی محبتیں ادا نہیں کی جاتیں۔ اس کے لئے دل میں محبت پیدا کرنی ہو گی۔ پس ذکر سے پہلے ذکر کی تیاری بھی تو چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سے پیار پیدا کرنے کے ذریعے تلاش کریں اور اس میں ایک ذریعہ یہ ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت عطا فرمائے۔ آنکھیں

کھول کر روز مرہ یہ محسوس کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں اس مضمون پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے تمام محرکات آپ کو اپنے اردگرد پھیلے ہوئے دکھائی دیں گے۔ آپ ان محرکات میں گھرے ہوئے ہیں صرف آنکھیں نہیں کھولتے۔ انسان کسی سے کیوں محبت کرتا ہے؟ ماں نے پیدا کیا ہے اور نو مہینے پالا ہے اور اپنی صفات میں سے کچھ بخشی ہیں اس کے نتیجے میں طبعاً ایک بچے کو ماں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ خالق وہ ہے جس نے ارب ہا ارب سال سے انسان کی پیدائش کی تیاری کی ہے اور ہر لمحے جو کائنات ارتقاء کی طرف مائل تھی اس کا ہر لمحے ہر قدم انسان کی طرف اٹھ رہا تھا کیونکہ بالآخر انسان پیدا کرنا مقصود تھا اور جو تغیرات اس عرصے میں ہوئے ہیں تمام تر انسان کی پیدائش کی خاطر ہوئے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے قرآن کریم کی آخری سورتوں کی تفسیر میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ کوئی بھی کائنات میں ایسی تاثیر نہیں ہے جس سے انسان کو حصہ نہ دیا گیا ہو گویا کہ یہ ایک مختصر کائنات ہے اور اس کی تیاری کے سلسلے میں اگر آپ کائنات کے ارتقاء پر نظر دوڑائیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ناممکن ہے کہ اس مضمون کا کوئی احاطہ کر سکے اس مضمون میں جتنا بھی سفر کریں جتنی بھی سیر کریں آپ کی زندگی گذر جائے آپ کی نسلوں کی نسلیں گذر جائے۔ قیامت تک یہ کرتے چلے جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی اس شان کا جو تخلیق کائنات میں مضمر ہے احاطہ نہیں ہو سکتا اور جو محض اس لئے خدا تعالیٰ نے ان مخلوقات کو عطا فرمائی۔ ان کے ہر ذرے میں رکھی کہ بالآخر اس سے انسان پیدا ہو گا اور انسان کیسا پیدا ہوا جو خدا کو بھلا بیٹھا' تکبر کی باتیں کرنے لگا۔ پس اگر آپ ذکر سے محروم ہیں تو بہت ہی بڑا نقصان کا سودا ہے۔ پس اپنے گردوپیش دیکھیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک ایک بات پر غور کریں کہ آپ کو کسی سے کیوں تعلق ہے۔ حُسن سے تعلق ہے اور حسن کا سرچشمہ اللہ ہے۔ ہر چیز جو حسین دکھائی دیتی ہے اس میں خدا کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اگر دیکھنے والی آنکھ ہو۔ چنانچہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) فرماتے ہیں:۔

چشم مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

کہ ہر وہ آنکھ جس میں حُسن کی مستی ہے وہ ہمیں تو تجھے ہی دکھا رہی ہے اور آنکھ کا دکھانا کتنا خوبصورت مضمون ہے جس آنکھ کو آپ دیکھ رہے ہیں اگر آپ میں بصیرت ہو تو اس آنکھ سے جس کسی اور کو دیکھیں گے وہ خدا کی ذات ہے۔

ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

گیسو کا ہاتھ یوں معلوم ہوتا ہے اشارے کر رہا ہے۔ اس کا آخری کونہ اس طرح اٹھا ہوا ہوتا ہے جیسے انگلی اشارہ کر رہی ہو۔ تو فرمایا تیری ہی طرف ہر بل کھائے ہوئے خوب صورت گیسو کا ہاتھ ہے۔ اس میں ہمیں تُو ہی دکھائی دیتا ہے۔ اگر محبت ہو تو محبت کے نتیجے میں ہر چیز اسی محبوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے اور اگر محبت نہ ہو تو اشارے سمجھنے کی عقل تو پیدا کریں۔ اشارے سمجھنے کی کوشش تو کریں تو وہ آنکھ تو لیں جس سے یہ اشارے سمجھے جائیں گے۔

خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں

پس خدا تعالیٰ کی محبت کو دل میں پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول' اپنے گردوپیش پر اس پہلو سے نظر ڈالیں کہ ہم کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کے محرکات خدا کے تعلق میں موجود ہیں کہ نہیں۔ کوئی ایک پہلو ایسا نہیں ہے جو محبت پیدا کرنے والا ہو اور اللہ کی ذات میں موجود نہ ہو۔ ہر لذت خدا کی ذات میں ہے بعض لوگ یہ سوچتے ہیں اور اس سوچ سے ڈرتے ہیں کہ شہوانی لذات بھی تو لذات ہیں وہ تو اللہ میں نہیں ہیں لیکن شہوانی لذات کی حقیقت یہ ہے کہ محبت کے نتیجے میں وہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں جن سے شہوانی لذت پیدا ہوتی ہے اگرچہ محرک شہوانی لذت نہیں تھا آغاز میں اصل محرک جس سے انسان نے نشوونما پا کر وہ اعضاء حاصل کئے جن سے شہوانی لذت حاصل کی جاتی ہے وہ اپنے نفس کی محبت تھی اس محبت نے انسان کو باقی رہنے کی تمنا دی اور بقا کی تمنا پوری کرنے کے لئے جو ذرائع میسر آئے ان میں اسی نسبت سے مزہ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ یہ ایک بہت لمبا فلسفہ ہے۔ جس کی تفصیلی بحث میں میں نہیں جا سکتا لیکن اشارۃً میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کوئی دنیا کی لذت نہیں ہے جو آپ کو اپنے مضمرات کے لحاظ سے خواہ بھیانک ہی کیوں نہ دکھائی دے۔ جس کا اصل' جس کی کنہ' پاکیزہ محبت نہ ہو اور محبت ہی سے ساری کائنات کا سلسلہ ہے اسی سے سب نشوونما ہے اسی سے ارتقاء جاری ہے کوئی ایک بھی پہلو ارتقاء کا ایسا نہیں ہے جسے بالآخر آپ محبت میں جا کر مرکوز نہ کر سکیں۔ میں نے اس پہلو سے ایک دفعہ بہت غور کیا اور بچپن سے مجھے یہ شوق تھا کہ اس پہلو پر غور کروں کہ آخر ہماری کنہ ہے کیا؟ بالآخر کہاں پہنچتے ہیں؟ تو وہیں پہنچا جہاں سے قرآن شریف کی سورہ البقرہ شروع ہوتی ہے۔ یعنی (-) انا یعنی میں۔ جس نے سارے وجودوں کو پیدا کیا ہے اور اگر اللہ اپنی انا سے اپنی مخلوق کو یہ نعمت عطا نہ کرتا کہ وہ اپنے شعور کا احساس کر لے تو اس مخلوق میں بھی انا پیدا نہیں ہو سکتی تھی۔ خدا کی انا نے ہماری انائیں پیدا کی ہیں لیکن یہ انائیں اس لئے پیدا کیں کہ اللہ کی انا کی طرف بالآخر لوٹ جائیں کیونکہ وہی تمام انا کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اس سمندر میں ہمارے قطرے کو لوٹنا ہے اس کے بغیر ہماری انا کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی اور یہ مضمون محبت کا ہے۔ اپنے نفس کی محبت اتنا ترقی کرے کہ اس محبت کے اعلیٰ تقاضے پورے ہونے شروع ہوں تب خدا ملتا ہے اور ہر محبت کے نتیجے میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) اسی لئے فرماتے ہیں "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" صرف لذات نہیں فرمایا "اعلیٰ لذات" کہ ہر لذت کا ارتقاء ہوا کرتا ہے اور اس ارتقاء کا منتہیٰ خدا تعالیٰ کی ذات پر ختم ہوتا ہے اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔ پس اپنی آنکھیں کھولیں اپنے گردوپیش کو دیکھیں اور معلوم کریں' غور کریں کہ آپ کیوں محبت کرتے ہیں۔ ان محبتوں کے تمام تر محرکات اپنی اعلیٰ صورت میں اللہ کے وجود کے ساتھ آپ متعلق پائیں گے اور پھر آپ کو سمجھ آئے گی۔ سلیقہ نصیب ہو گا کہ کس طرح اللہ کی محبت حاصل کی جاتی ہے۔ جب ایک دفعہ یہ محبت نصیب ہو جائے تو پھر آپ کی لذتوں کی کیفیات کے پیمانے بدل جائیں گے۔ اور طرح طرح کی لذتیں آپ کو نصیب ہونی شروع ہوں گی۔ ہر چیز سے ایک مادی لذت بھی ہو گی اور ایک اس کا اعلیٰ اور برتر حصہ جو اس محبت کے ساتھ منسلک ہو گا لیکن اس سے ارفع ہو گا اس سے بلند تر ہو گا۔

پس خدا کے بندے دو لذتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور سورہ رحمٰن میں جن دو جنتوں کا ذکر ہے میں سمجھتا ہوں ان میں سے دو جنتیں اس دنیا کی وہ دو جنتیں بھی ہیں جن میں ہر لذت کے ساتھ ایک اعلیٰ لذت بھی وابستہ ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ اس نیت سے دو کہ اللہ کو یہ بات پسند ہے۔ اللہ تم سے حسن سلوک کی توقع رکھتا ہے اور تمہیں حسن سلوک کی تعلیم دیتا ہے تو وہ لقمہ تمہاری عبادت بن جائے گا۔

اب اس حدیث کی روشنی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی کے تعلقات کو دوبارہ دیکھیں تو ہر تعلق میں آپ کو دو لذتیں دکھائی دیں گی۔ ایک وہ جو خدا کی پاک تعلیم کے نتیجے میں اس کی محبت کی بناء پر آپؐ نے بنی نوع انسان سے تعلق رکھا۔ اس تعلق کی ایک اپنی لذت تھی جو آپؐ نے حاصل کی لیکن چونکہ اس محبت کا آغاز اللہ کی محبت سے ہوا تھا اس لئے اس کے ساتھ ایک بہت

اعلیٰ درجے کی محبت بھی شامل رہی اور ساری زندگی آپؐ نے دو جنتوں میں گذاری۔

پس ذکر کا مضمون سرسری بیان سے سمجھ نہیں آسکتا اس کے لئے ساری زندگی کی محنت کی ضرورت ہے آنکھیں کھول کر تجربے کی ضرورت ہے۔ اس مضمون میں ڈوب کر آپ خود کچھ حاصل کریں۔ آنکھیں کھول کر گرد و پیش کو دیکھیں اور پھر کچھ لذتیں حاصل کرنا شروع کریں۔ پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ ذکر ہوتا کیا ہے اور ذکر پھر آپ کو خود بڑی قوت سے اپنی طرف کھینچ لے گا اور ذکر کے بغیر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دنیا کے گھاٹے فائدوں میں تبدیل نہیں ہوسکتے۔ آپ جو چاہیں کرلیں، جو چاہے تعلیم دے دیں، جس قسم کا چاہیں نظام دنیا میں نافذ کرلیں، عدل بھی قائم کرلیں تب بھی دنیا کو جنت نصیب نہیں ہوسکتی جب تک اللہ کے ذکر کا سلیقہ اور شعور حاصل نہ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے لذت حاصل کرنا دنیا نہ سیکھ لے ورنہ تو وہی بات ہے کہ گدھے کی لاش پر بیٹھے ہم نے زندگیاں بسر کردیں۔

ذکر سے زندگی ملتی ہے

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے" یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے۔

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے"۔ ذکر سے زندگی ملتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو زندگی عطا ہوئی ہے یہ دراصل ایک روحانی زندگی حاصل کرنے کی خاطر ہے۔ اس کا ذریعہ ہے اور اگر دوسری زندگی عطا نہ ہو تو بظاہر زندہ ہوتے ہوئے بھی انسان مردہ ہے۔ قرآن کریم جس خلق آخر کا ذکر کرتا ہے یہ وہی روحانی خلق آخر ہے جس سے ایک نئی زندگی انسان کو نصیب ہوتی ہے اور وہ شخص جو خدا کے ذکر کے بغیر اپنی زندگی گذار دیتا ہے بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں مردہ ہے کیونکہ اصل زندگی خدا کی خاطر دی گئی تھی تاکہ اس زندگی سے خدا نصیب ہو اور خدا نصیب ہو تو ایک نئی زندگی عطا ہو اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان لوگوں کو بلاتے ہیں جو آپؐ پر ایمان لائے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس لئے ان کو بلا، تاکہ انہیں زندہ کر۔ اب ایمان لے آئے ہیں تو زندہ کیوں نہیں ہیں ایمان لانے کے بعد زندگی حاصل کرنے کا ایک دور شروع ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ آغاز میں جنم لیتا ہے زندہ تو ہو جاتا ہے لیکن محض زندگی کا آغاز ہے اور اس کے بعد پھر سارے مراحل اس زندگی کی تکمیل کے مراحل ہیں اور حقیقی زندگی پھر اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنے آزاد وجود کے ساتھ، خود مختار وجود کے ساتھ ماں کے پیٹ سے باہر آجاتا ہے تو یہی مضمون خلق آخر کا ہے اور تبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا کہ اے مومنو! جب یہ رسول تمہیں اپنی طرف بلائے تو جواب دیا کرو (-) تاکہ تمہیں زندہ کرے۔ پس زندگی وہی ہے جو ذکر الٰہی کی زندگی ہے اور جو اللہ اور رسول ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

جو ذکر سے خالی ہے وہ اللہ سے دُور ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکر الٰہی کے اور اس چیز کے جو ذکر سے متعلق ہے جس کا تعلق ذکر سے ہے مثلاً عالم جو ذکر الٰہی کرنے والا ہو اور طالب علم جو عالم سے ذکر الٰہی سیکھتا ہو وہ ملعون نہیں ہیں۔ یہاں ملعون کا جو لغوی معنی ہے وہ پیش نظر ہے۔ لعنت دوری کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کے قریب آنا چاہتا ہے وہ ذکر سے قریب آسکتا ہے ورنہ وہ دوری کی حالت میں پڑا ہوا ہے وہ تمام دنیا جو ذکر سے خالی دنیا ہے وہ اللہ سے دور ہے اور ان معنوں میں ملعون ہے۔ ہاں وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ جو سکھاتے ہیں اور سیکھتے ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ یہ استثناء ہیں۔

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا آپؐ کونسی دعا ہے جو بار بار کرتے ہیں جو کثرت سے دعا کرتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما"۔ یہ دعا میں بہت کثرت سے کرتا ہوں کہ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما" حضرت امّ سلمہؓ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپؐ یہ دعا کرتے ہیں جن کا دل سب سے زیادہ اللہ کے دین پر ثبات حاصل کرچکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی انکساری کا یہ معراج ہے کہ آپؐ جواب میں فرماتے ہیں کہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ دل تو اللہ کی انگلیوں میں اس طرح ہیں کہ جب چاہے جدھر چاہے بدل دے۔ وہ مالک ہے اگر خدا یہ فیصلہ نہ کرے کہ مجھے ثبات عطا کرے گا تو مجھے کیسے ثبات ہوسکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو ذکر کرتے ہیں بعض دفعہ اس ذکر کے نتیجے میں متکبر ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم خدا والے ہوگئے ہیں اور باقی دنیا کو یعنی سب کو حقیر اپنے سے نیچے دیکھ رہے ہوتے ہیں یہ بہت بڑی جہالت ہے۔ ذکر نے سب سے زیادہ رفعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بخشی تھی کیونکہ آپؐ کا ذکر سب سے زیادہ رفیع الشان تھا اور سب سے زیادہ گرنے کے خوف میں آپؐ ہی مبتلا تھے یہ خوف کسی حقیقی خطرے کے نتیجے میں نہیں تھا کیونکہ آپؐ خدا کی طرف سے امن یافتہ تھے اس لئے اس خوف کا محرک ایک مختلف محرک ہے۔ یہ بہت ہی لطیف ہے اور بہت ہی حسین ہے۔ تمام تر ضمانتوں کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو بارہا عطا فرمائیں یہ احساس کہ میری ذات میں کچھ بھی نہیں جو وہ مجھے ان ضمانتوں کا حقدار قرار دے۔ محض اللہ کا فضل ہے۔ محض اس کی طرف سے ثبات نصیب ہوتا ہے جب وہ چاہے چھوڑ دے۔ میرا کیا شکوہ ہوسکتا ہے۔ سب کچھ اسی کی عطا ہے یہ انتہائی لطیف احساس جو محبت کے آخری نقطے سے آغاز پاتا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے یہ وہ احساس ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ میں کیوں نہ کروں۔ میں کیوں اپنے رب سے ثبات نہ مانگوں اسی کی عطا ہے جو کچھ نصیب ہوا ہے اور جب چاہے بدل دے مجھے کوئی شکوہ نہیں ہوسکتا۔ میرا کوئی حق نہیں۔ پس اگر ذکر الٰہی کرنا ہے اور اس سے کچھ مناصب حاصل کرنے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے ان باتوں کا سلیقہ سیکھیں۔ ذکر کے نتیجے میں انانیت اونچی نہیں ہونی چاہئے۔ ذکر کے نتیجے میں سر اور بھی خدا کے حضور جھکنا چاہئے اور جتنی بلندی حاصل کریں اتنا ہی گرنے کا خوف آپ کو دامن گیر رہے اور اللہ کے ہاتھ سے اور زیادہ شدت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی وہ اسلوب تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جس کی (-) نصیحت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکرِ الٰہی کرنے کا طریق

اب وہ لوگ جو ذکر سے اجتناب کرتے ہیں اور شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں ان کا اٹھنا بیٹھنا سب ہمارے علم میں ہماری نظر میں ہے۔ بارہا ہم ان تجربوں سے گزرے ہیں۔ اب آنحضرت ﷺ کے ذکر پر میں اس مضمون کو ختم کروں گا آپؐ کی کیفیت یہ تھی کہ جب حاجات بشری کے تقاضے پورے کرنے کے لئے جاتے تھے تو اس وقت بھی ذکر کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اسے میرے اللہ مجھے ناپاکی سے اور ناپاکوں

سے بچانا۔ میں ناپاکی سے اور ناپاکوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب فراغت کے بعد وضو کرتے تھے تو پھر بھی ذکر الٰہی سے وضو کا آغاز ہوتا تھا۔ عرض کرتے تھے (۔) کہ اے میرے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنانا اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنانا۔ جو وضو ہے یہ توبہ اور پاکیزگی دونوں کا مظہر ہے اور اس دعا میں وضو کا فلسفہ بیان ہو گیا۔ پھر انسان صبح اٹھتا ہے فارغ ہوتا ہے' وضو کرتا ہے (بیت الذکر) کی طرف جاتا ہے تو جو صبح (بیت الذکر) کی طرف جانے کی دعا تھی اس کا مضمون اور تھا اور روزمرہ عام مختلف وقتوں میں جانے کی دعا تھی اس کا ایک اور مضمون ہے۔ اس مضمون کا صبح سے تعلق ہے چنانچہ آپؐ مسجد کی طرف صبح جاتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے (۔) کہ اے میرے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے میری زبان کو نور عطا کر میرے کانوں کو نور بخش اور میری نظروں کو' میری آنکھوں کو نور عطا کر۔ (۔) کہ اے میرے اللہ میرے آگے بھی نور کر دے میرے پیچھے بھی نور کر دے۔ میرے اوپر بھی نور کر دے۔ میرے نیچے بھی نور کر دے۔ تو مجھے مجسم نور بنا دے۔ مجھے نور عطا کر۔ رات کے اندھیروں سے صبح روشنی میں داخل ہوتے وقت کیسی پیاری دعا ہے لیکن (بیت الذکر) جاتے وقت یہ دعا کرنا بتاتا ہے کہ (صاحب ایمان) کا دل (بیت الذکر) میں ہے۔ (اس) سے باہر اندھیرے ہیں۔ پس جو اپنا نور سجدہ گاہوں میں ڈھونڈے' جس کو روشنی وہاں دکھائی دے۔ وہی دل اور وہی دماغ ہے جو اس دعا کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے کہ کسی کو ایسی دعا کا خیال آئے۔ ساری دنیا کے پردے پر عبادت کرنے والوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں' پہلوں کا بھی اور اگلوں کا بھی۔ آپ کو کہیں اس دعا کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ صبح کے تعلق میں یہ دعا کتنی کامل ہے اور پھر صبح کی روشنی میں دن کی ظاہری روشنی سے (بیت الذکر) کی باطنی روشنی کی طرف منتقل ہوتے وقت کتنا اعلیٰ اور کتنا ارفع مضمون بیان فرمایا گیا ہے اور کوئی عارف باللہ اس مرتبے تک نہیں پہنچا جس مرتبے تک تمام عارفوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تھے۔ پس میں آپؐ کا مقابلہ دنیا کے عام انسانوں سے کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ تو گستاخی ہو گی۔ نبیوںؑ کی مثال دے کر کہتا ہوں ان میں تلاش کر کے دیکھ لیں آپ کو اس حدیث کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ کتنا پاکیزہ کتنا ارفع کلام ہے۔ کتنا فصیح و بلیغ ہے کہ صبح اٹھتے ہیں اور نور کے خیال سے جب (بیت الذکر) جاتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں اور اگر (بیوت الذکر) سے آپ نے تعلق قائم رکھا تو یقین کریں کہ آپ کی آنکھوں کو بھی نور عطا ہو گا آپ کی زبان کو بھی نور عطا ہو گا۔ آپ کے کانوں کو بھی نور عطا ہو گا۔ آپ کے آگے بھی نور ہو گا اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی اور اوپر بھی اور نیچے بھی اور آپ مجسم نور بن جائیں گے کیونکہ تمام نور (بیوت الذکر) سے اور سجدہ گاہوں سے حاصل ہوا کرتے ہیں پس اپنی (بیوت الذکر) آباد رکھیں انہیں میں آپ کے دلوں کی آبادی ہے۔ انہیں میں آپ کے مستقبل کی حفاظت ہے۔ آپ کے بچوں کے لئے کوئی ایسی دولت نہیں جو آپ پیچھے چھوڑ کر جا سکیں سوائے اس کے کہ آپ انہیں (بیوت الذکر) سے وابستہ کر دیں۔

نماز کے بعد فارغ ہو کر آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ (۔) اور بھی دعائیں تھیں ایک یہ بھی تھی اور اکثر نماز کے معاً بعد یہی پڑھا کرتے تھے۔ (۔) اے اللہ تو سلام ہے (۔) اور تجھ سے سلام ہے۔ اے جلال اور اکرام کے مالک تیری ذات بہت بابرکت ہے۔ اب سلام نماز میں بھی ہم پھیرتے ہیں۔ نماز کے بعد سب سے پہلی یہ دعا ہوا کرتی تھی۔ پھر ہم دائیں طرف کہتے ہیں (سلام) پھر بائیں طرف (سلام) کہتے ہیں۔ تو یہ دو سلام جو ہیں یہ اہل دنیا کو اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے گرد و پیش پیغام پہنچاتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کا پیغام لائے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اس دعا نے بتایا کہ اللہ سلام ہے۔ اللہ سے سلام پانے کے بعد آپ دوسروں کو سلام کہہ سکتے ہیں اس کے بغیر نہیں' (۔) اور تجھ ہی سے سلام نصیب ہو سکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو عبادت سے غافل ہیں وہ دنیا میں ہزار سلام کرتے پھریں ان کے سلام کا کوئی بھی معنی نہیں۔ محض جھوٹ ہے۔ کیونکہ دنیا سوائے اللہ والوں کے کسی سے امن میں نہیں۔ یہ محض واہمہ ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ انسان کسی بے خدا انسان سے امن میں رہ سکتا ہے حماقت ہے۔ امن اللہ سے نصیب ہوتا ہے اور یہ ایسا امن ہے جو نصیب ہونے کے بعد دوسروں کو عطا ہوتا ہے اور آگے اس کے سلسلے چلتے ہیں۔ پس (سلام) کی کیسی حکمت ہمیں سمجھا دی کہ جب تم نماز سے سلام کہہ کر فارغ ہو تو پھر سوچا کرو۔ غور کیا کرو کہ تم سلام کے مجاز خدا کی طرف سے بنائے گئے ہو۔ اللہ کے پاس آئے تھے تو سلام نصیب ہوا اور اللہ کے ساتھ رہو گے تو سلام نصیب رہے گا جب تعلق توڑو گے سلام تجھ سے خالی ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا کی ذات کے سوا کہیں اور کوئی سلام کا وجود نہیں۔ (بیت الذکر) میں عام حالت میں داخل ہونے کی دعا یہ تھی (۔) کہ میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ والصلوۃ والسلام اور درود اور سلام اس کے رسول پر ہوں (۔) میرے اللہ میرے گناہ بخش دے (۔) اور میرے لئے اپنی رحمت کے باب کھول دے۔ پھر (بیت الذکر) سے باہر نکلنے کی دعا انہی الفاظ میں تھی صرف ایک چھوٹے فرق کے ساتھ (۔) اللہ کے نام کے ساتھ تمام درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر (۔) میرے اللہ میرے گناہ بخش دے (۔) اور میرے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھول دے۔

یہ جو لفظ رحمت اور فضل کا فرق ہے اس میں بڑی وجہ یہ ہے کہ رحمت خالصتاً اللہ سے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس کا ہمارے اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رحمت بن مانگے دینے والا عطا کرتا ہے رحمٰن رحیم خدا سے اترتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں رحمت کا بنیادی مضمون یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا سے حاصل ہوتی ہے اس کا روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ فضل خدا کی طرف سے ملتا ہے لیکن روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ سورہ جمعہ میں جمعہ کے بعد جب انتشار کا حکم فرمایا (۔) کہ تم پھر آزادی کے ساتھ زمین میں پھرو اور فضل کماؤ تو فضل کا دنیا کی کمائیوں سے ایک تعلق ہے اور دنیا کی دولت جو پاک حالت میں کمائی جائے اس کو بھی فضل کہتے ہیں (۔) اللہ سے وہ فضل بھی چاہتے ہیں اور اس کی رضا بھی چاہتے ہیں تو اندر جاتے وقت خالص رحمت ہی ہے جو کچھ اس در سے ملے گا آسمان سے اترے گا اور بطور رحمت آپ پر نازل ہو گا جب باہر نکلیں گے تو اللہ سے فضل چاہیں گے یعنی ہمارے کاموں میں برکت ملے ہمارے رزق میں برکت ملے۔ جو ہمیں نصیب ہو بافراغت ہو اور پاکیزہ ہو۔ تجھ سے پانے والے ہوں شیطان سے پانے والے نہ ہوں۔ پھر گھر میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے۔ (۔) اے میرے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں (۔) بہترین داخل ہونا (۔) اور بہترین نکلنا یعنی اس گھر میں بہترین طریق پر داخل ہوں' خیر کے ساتھ بھلائی کے ساتھ داخل ہوں اور بھلائی کے ساتھ نکلوں۔ (۔) اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اسی پر جو ہمارا رب ہے ہم توکل کرتے ہیں۔ پھر گھر سے باہر نکلتے وقت بھی خدا یاد آتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر کا طریق کوئی زندگی کا ایسا مشغلہ نہیں' کوئی ایک زندگی کی حرکت ایسی نہیں جو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہو جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر سے خالی ہوں۔ تبھی اللہ نے آپؐ کو "ذکراً رسولا" فرمایا کہ یہ تو رسول وہ ہے جو مجسم ذکر ہے اس میں اور ذکر میں کوئی فرق نہیں رہا۔ محمدؐ اور ذکر ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ ہر کیفیت سے ہر دوسری کیفیت میں داخل ہوتے وقت ذکر الٰہی جاری رہتا تھا۔ ہر موسم میں ذکر۔ بارش کا قطرہ

آسمان سے اترتا دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنی زبان آگے بڑھا دیا کرتے تھے کہ اللہ کی رحمت کا یہ قطرہ میری زبان پر پڑے۔ اتنی محبت تھی۔ ایسا عشق تھا کہ کفار مکہ اپنی تمام دشمنیوں کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ (-) اس کی جو کچھ برائیاں بیان کرو مگر ایک بات سچی ہے کہ محمدؐ اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ عاشق کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ کہ یہ تکلیفیں برداشت کر سکے۔ عاشق کے سوا کسی کو یہ توفیق نصیب ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ خدا کی راہ میں وہ دکھ برداشت کرے جو محمد مصطفیٰ ﷺ نے ساری زندگی اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں پس یہ آپؐ کی کیفیت تھی۔

گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔ (-) کہ (-) اللہ کے نام کے ساتھ (-) میں اللہ پر توکل کرتا ہوں یعنی گھر سے باہر انسان جب نکلتا ہے۔ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ امن کی جگہ تو انسان اپنے گھر کو پاتا ہے تو گھر سے باہر نکلنا گویا کئی قسم کے خطرات کو دعوت دینا ہے اس لئے پہلا تصور جو ذہن میں آتا ہے وہ توکّل کا ہے۔ کس سہارے سے میں نکل رہا ہوں۔ غیروں سے میرے رابطے ہوں گے۔ گھر کا امن میرے ساتھ ساتھ تو نہیں چل سکتا تو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو سب سے پہلے اللہ کا خیال آتا تھا کہ اللہ کے توکّل پر جا رہا ہوں وہ تو ہر جگہ میرے ساتھ ہے گھر تو ساتھ نہیں چل سکتا مگر اللہ تو ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے۔ (-) کوئی "حول" نہیں اور کوئی "قوۃ" نہیں الاّ باللہ۔

"حول" کہتے ہیں خطرات سے بچانے کی قوت کو یعنی اللہ کے حوالے سے جب حول کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر قسم کے خطرے سے بچانے کی قوت اللہ کے پاس ہے۔ ولا قوۃ۔ "قوۃ" مثبت معنوں میں کہ ہر چیز عطا کرنے کی طاقت بھی اللہ کو نصیب ہے۔ پس کسی شر سے ہم بچ نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ کسی خیر کو ہم پا نہیں سکتے مگر اللہ طاقت سے (-) یہ کہنے کے بعد جب ایک ہی پناہ گاہ ہے ہر چیز سے وہی پناہ کی جگہ ہے تو عرض کرتے ہیں اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے (-) کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں کئی قسم کے ٹھوکر کے مقامات راستے میں آتے ہیں۔ انسان کو کئی قسم کے ایسے فتنے درپیش ہوتے ہیں جن میں دل پھسل جاتے ہیں انسان گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور پھر کئی قسم کی ٹھوکریں کھا جاتا ہے اور پھر باہر نکل کر رستہ ڈھونڈنے کا مضمون تو ایک طبعی مضمون ہے جو ذہن میں آنا چاہئے۔ حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا کلام ' کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے یعنی ایک ہی لفظ میں دونوں باتیں اور برمحل ان باتوں کا بیان ہے۔ باہر نکلتے ہیں تو ہم رستہ بھی بھول سکتے ہیں۔ مسافر کہیں سے بھٹک کر کہیں اور چلے جائیں بعض دفعہ گھر کا رستہ بھی نہیں ملتا۔ فرمایا اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں راستہ بھول جاؤں یا بھلا دیا جاؤں لیکن یہاں اول طور پر پیش نظر دین کا رستہ ہے اور دین کی باتیں ہیں کہ میں تیری راہ بھول جاؤں یا مجھے تیری راہ سے بھٹکا دیا جائے یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی پر جہالت کروں یا مجھ پر کوئی جہالت کی جائے۔ ہم نئے کپڑے پہنتے ہیں کتنے ہیں جنہیں کپڑا پہنتے وقت خدا یاد آتا ہو۔ کپڑا پہنتے وقت ہم نے تو لوگوں کو یہ دیکھا ہے کہ Selfridges یاد آتا ہے یا دوسرے سٹور یاد آجاتے ہیں کہ ہم نے وہاں سے لیا اور وہاں سے لیا۔ سیل سے لیا یا بغیر سیل کے لیا۔ کیسی ہوشیاریاں اختیار کیں کتنے پیسے بچائے یہی باتیں سنتے ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کپڑا پہنتے ہیں تو عرض کرتے ہیں (-) اے میرے اللہ سب حمد تیرے لئے ہے کیونکہ تو نے مجھے یہ پہنایا ہے مجھ میں کب طاقت تھی کہ میں اپنے لئے کچھ لباس حاصل کر سکتا کچھ پہن لیتا ہر عطا تیری عطا ہے پس ایک بھی زندگی کا ایسا لمحہ نہیں جہاں آخری قدرت والے خدا کو یاد نہیں کیا جاتا اس کے بظاہر سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچتے پہنچتے مظہر اول اور اس ذات کو بھلا دیتے ہیں جس سے تمام مذاہب نکلتے ہیں رب تو اللہ ہے لیکن یہ ربوبیت مختلف ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہے کبھی ماں باپ کے ذریعے کبھی اپنے مالکوں کے ذریعے کبھی دوستوں کے ذریعے۔ کبھی اتفاق میں راہ چلتے بھی دولتیں نصیب ہو جاتی ہیں مگر یہ وہ آخری چہرہ ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں ہماری نظریں ان چہروں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نظر ان تمام چہروں سے پاک جیسے ان کا کوئی وجود نہ ہو اس آخری ہاتھ پر پڑتی ہے جو اول ہاتھ ہے جو اللہ کا ہاتھ ہے اس کے سوا اور کوئی ہاتھ نہیں ہے دینے والا تو فرماتے ہیں (-) اے میرے اللہ تیرے ہی لئے سب حمد ہے جو تو نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے۔ پھر آئینہ دیکھتے تھے تو دعا کرتے تھے (-)۔ اے میرے اللہ جیسے تو نے میرا چہرہ خوبصورت بنایا ہے ویسے ہی میرا اندرونہ بھی پاکیزہ کر۔ خوبصورت بنا دے میرے اخلاق کو خوبصورت کر دے۔ اب یہ وہ ایک موقع ہے جس سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظاہری چہرے کی ایک جھلک ہمیں دکھائی دینے لگتی ہے ورنہ اتنے منکسر مزاج تھے کہ انسان سوچ نہیں سکتا کہ اپنے حسن کی بات کریں لیکن سچے بھی اتنے زیادہ تھے یہ مشکل تھی اپنے خدا کی حمد بیان کرنی تھی وہاں تو سچ بولنا ہی بولنا تھا چاہے اس سے شرمندگی ہی ہوتی تو اللہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں میں نے چہرہ دیکھا ہے بہت خوبصورت ہے میں تیرا بے حد ممنون ہوں اتنا پیارا چہرہ تو نے مجھے عطا کیا پس میرے خُلق کو بھی ایسا ہی بنا دے۔ (-) اور میرے چہرے کو آگ پر حرام کر دے۔ یہاں ایک نیا انداز بیان ہے یہ نہیں فرمایا کہ آگ کو میرے چہرے پر حرام کر دے بلکہ فرمایا کہ میرا چہرہ آگ پر حرام کر دے۔ آگ کو اجازت نہ ہو کہ اس چہرے کو جلائے بہت ہی زیادہ عظیم الشان کلام ہے۔ بہت قوت والا کلام ہے۔ کہیں آگ ہو کوئی آگ ہو لیکن اسے مجال نہ ہو کہ وہ میرے چہرے کو جلا سکے (-) کہ بہت ہی قابل تعریف ہے وہ ذات جس نے میری تخلیق کو میرے وجود کو مناسب بنایا (-) اور میری صورت کو بھی ایسا خوبصورت بنایا (-) اور جو کچھ غیروں کو نصیب نہیں ہو سکا حُسن کی صورت میں جو ان کے ہاں بدصورتی ہے وہ میرے ہاںؐ تو نے حُسن رکھ دیا یعنی ہر وہ عضو جہاں کسی بھی قسم کی غیر بدصورتی کا احتمال ہے وہاں وہی میرا عضو حسین تر ہے یہ جو کلام ہے بہت گہرائی کا کلام ہے اصدقؐ الصادقین کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا تمام وجود سرتاپا حسین تھا ورنہ دعا کے وقت یہ کلام آپؐ نہیں کہہ سکتے تھے جس کے مقابل پر ہر دوسرے میں کہیں نہ کہیں کوئی بدی دکھائی جائے گی مگر یہ وجود ہر سقم ہر کمزوری سے پاک تھا (-) تمام حمد ہی اللہ کے لئے ہے (-) جس نے میری تخلیق کو موزوں بنایا (-) اور میرے چہرے کی شکل کو میرے چہرے کے وجود کو خدوخال کو بہت ہی متناسب کر دیا یعنی اتنا متوازن ہے کہ کوئی ایک بھی اس کا خدوخال میں سے کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے ٹکراتا نہیں بلکہ اس سے ہم آہنگ ہوا ہوا ہے اور اسے پھر بہت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ (-) اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مسلمانوں میں سے بنایا۔

نیا پھل کھانے کی بھی آپؐ دعا کیا کرتے تھے۔ بازار میں داخل ہونے کی بھی دعا کیا کرتے تھے غصے اور طیش سے بچنے کی بھی دعا کیا کرتے تھے۔ بیمار کو دیکھتے تھے تو اس وقت بھی یاد اللہ ہی آتا تھا پس حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی آثار دکھائی دیتے تھے وہ سب اللہ ہی کے آثار تھے۔ پس وہ مضمون جو امرءالقیس کا میں نے بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ (-) کہ اے میرے دوساتھیو! ٹھہرو ہم اس محبوب کے ذکر سے کچھ رولیں جس کی منزل پر ہم یہاں ٹھہرے ہیں اور اس کی منزل کے ذکر سے رولیں اس منزل کے نشان تو مٹتے چلے جا رہے تھے اور دن بدن مٹتے مٹتے آخر وہ کلیتہً صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے مگر خدا کے حسن کے آثار کبھی مٹنے والے نہیں یہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور یہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اپنے آثار کا حال ہے۔

دیوان حسانؓ بن ثابت سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذکر میں یہ شعر آپ کے

سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ اندازہ کریں کہ آپؐ کے عشاق کا کیا حال تھا جب ان آثار کو دیکھتے تھے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار تھے جس طرح اللہ کے آثار دیکھتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی کیفیت ہوتی تھی ویسے ہی آپؐ کے عشاق کی کیفیت آپؐ کے آثار دیکھ کر ہوتی تھی وہ کہتے ہیں۔

کہ اے میرے دوستو! یثرب میں مجھ پر ایک بڑی مشکل رات آئی وہ مدینہ جس میں میرا محبوب رہا کرتا تھا اور ساری رات جگائے رکھنے والے غم نے مجھے آپکڑا جب کہ سارے لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔

وہ یاد کیا تھی یہ ایک ایسے پیارے وجود کا غم تھا جس نے میرے آنسو بہا دیئے اور اس رونے کا سبب میرے پیارے کی یاد تھی۔ پھر ایک اور قصیدے میں عرض کرتے ہیں کہ طیبہ یعنی مدینے میں میرے محبوب کے روشن آثار ہیں حالانکہ آثار تو مٹ جایا کرتے ہیں مگر میرے محبوب کے آثار وہ نہیں ہیں جو مٹ جائیں وہ ہمیشہ روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس حرمت والے گھر کی آیات و نشانات نہیں مٹتے جس میں نبیؐ ہادی کا مبارک منبر ہے جس پر آپؐ رونق افروز ہوا کرتے تھے اور واضح اور روشن نشانات ہیں اور باقی ماندہ آثار ہیں آپؐ کا گھر ہے جس میں آپؐ کی مسجد تھی وہاں ایسے کمرے ہیں جن کے درمیان خدا تعالیٰ کی طرف سے نور نازل ہوتا تھا جس سے روشنی حاصل کی جاسکتی تھی وہاں ایسے آثار ہیں جو بظاہر اگرچہ کچھ بوسیدہ ہو گئے مگر ان میں موجود روشن نشانات نہیں مٹے بلکہ مسلسل نکھرتے چلے جارہے ہیں وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یادگاریں دیکھیں اور آپؐ کی وہ قبر دیکھی جس میں لحد بنانے والے نے آپؐ کو مٹی میں چھپا دیا۔

پس سب سے زیادہ ذکر کرنے والا وجود جو کائنات میں کبھی پیدا ہوا جو اپنے رب کی یاد میں مجسم یاد بن گیا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور خود آپؐ مجسم ذکر بن گئے اور وہ تمام صفات حسنہ خدا سے آپ نے پالیں جو ذکر کو ابدیت بخشتی ہیں جو ذکر کو ہمیشہ کے لئے زندہ کرتی ہیں پس (۔) اے تمام لوگو جو اللہ کے ذکر کی توفیق پاتے ہو اس ذکر کے ساتھ سب سے بڑے ذکر کرنے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد کر لیا کرو۔ (۔) اور صبح بھی اس پر درود بھیجا کرو اور رات کو بھی درود بھیجا کرو۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۱ تا ۱۷ فروری ۱۹۹۴ء)

تیار ہونے پر مکرم قریشی مبارک احمد صاحب دہلوی نے دعا کروائی۔

○ مکرم محمد سلمان صاحب دہلوی درویش قادیان میں ۹۴-۴-۱ کو بعمر ۶۰ سال برین ہیمرج کی وجہ سے بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ان کی نماز جنازہ ۹۴-۴-۲ کو بعد نماز ظہر قادیان میں پڑھی گئی۔ آپ موصی تھے تدفین بہشتی مقبرہ قادیان میں عمل میں آئی۔ آپ نے ساری عمر درویشی میں گذاری۔

○ مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب انسپکٹر تحریک جدید مقیم راولپنڈی کی اہلیہ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ ۴/۱/۹۴ جمعۃ المبارک کو اسلام آباد میں وفات پاگئیں۔ ان کی نماز جنازہ اسی دن بیت الحمد مری روڈ راولپنڈی میں چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ نے پڑھائی۔ بعد ازاں ان کی میت ربوہ لائی گئی۔ اور ان کی نماز جنازہ دوبارہ مورخہ ۹۴-۴-۲ صدر انجمن احمدیہ کے احاطہ میں مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر اصلاح و ارشاد نے پڑھائی اور قبرستان عام ربوہ میں دفن کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ان وفات یافتگان کے درجات بلند فرمائے

۲۹- اپریل یوم تحریک جدید

○ تمام مجالس ہائے خدام الاحمدیہ پاکستان مورخہ ۲۹- اپریل ۹۴ء کو یوم تحریک جدید منائیں۔ اس روز۔

۱- مقامی جماعت کی طرف سے ترتیب دیئے گئے پروگرام میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

۲- تمام مجالس میں "تحریک جدید کی اہمیت اور برکات" کے موضوع پر تقاریر کروائیں۔

۳- جو خدام ابھی تک اس مالی قربانی میں شامل نہیں انہیں شامل کریں۔

۴- جن مجالس نے ابھی تک وعدہ جات کی فہرستیں مرکز نہیں بھجوائیں وہ جلد از جلد یہ فہرستیں دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان میں بھجوائیں۔

اپنی اس روز کی کارکردگی معین اعداد و شمار کی صورت میں مرکز بھجوائیں۔

(مہتمم تحریک جدید)

ہر قسم کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ فون: 649

پاک گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ طارق مارکیٹ ربوہ
عبد المنان ناصر ولد میاں عبد السلام صاحب
فون: ۶۴۳ ۵۵۰

۱۹۱۱ سے مصروف خدمت
حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان
80
خداوند کریم کی رحمت سے اسی سال سے زیادہ عرصے سے لاکھوں مایوس مریضوں کو صحت یاب کر کے ان کی دعائیں حاصل کر رہا ہے
خواتین کے لیے انتظام ہے

اولاد سے محرومی ۔ اولاد نرینہ کی خواہش ۔ اولاد کا پیدا ہو کر فوت ہو جانا اٹھرا ۔ لیکوریا ۔ ایام کی بے قاعدگی بچوں کا سوکھا ۔ گرمی ۔ گیس ۔ شوگر وغیرہ
برانچیں
محمود آباد 3 کراچی 44 نزد پوسٹ آفس فون پی پی PP. 548179
نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ ملتان فون پی پی PP. 510564
نارووال مریکے روڈ چوک قلعہ کاروالا ضلع سیالکوٹ
نزد ٹیلیگراف اقصیٰ چوک ربوہ ضلع جھنگ 906
کوٹھی 2029 سٹریٹ 32 سیکٹر آئی 10/2 اسلام آباد
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
ہیڈ آفس: پنڈی بائی پاس جی ٹی روڈ، گوجرانوالہ
سٹی آفس: چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
فون: 218534-219065

اطلاعات و اعلانات

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ۲۵- جنوری ۹۴ء کو مکرم چوہدری محمد غضنفر چٹھہ صاحب (انسپکٹر مال) کو تیسری بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضرت صاحب نے نائلہ غضنفر عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم چوہدری نور محمد صاحب چٹھہ چک EB ۵۴۳ وہاڑی کی پوتی اور مکرم چوہدری نذر محمد صاحب چٹھہ کی نواسی ہے۔ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک صالحہ بنائے۔

درخواست دعا

○ مکرم مقصود احمد صاحب آف سیالکوٹ شدید بیمار ہیں۔

○ محترمہ نجمہ یونس قریشی صاحبہ ملتان روڈ لاہور اپنے بچوں کے ساتھ ڈسکہ سے لاہور آرہی تھیں۔ کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا جس سے ان کو اور ان کے بچوں کو چوٹیں آئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جلد شفا عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم کیپٹن صاحب الدین صاحب آف سیالکوٹ ولد مکرم صوبیدار نواب الدین صاحب مورخہ ۱۷- اپریل ۹۴ء کو بعمر اندازاً ۸۰ سال' لاہور میں وفات پا گئے۔ ۱۸- اپریل ۹۴ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے جنازہ پڑھایا اور تدفین عمل میں آئی۔ اور قبر

خبریں

ربوہ : 23- اپریل-1994ء
بادل چھائے ہیں ہلکی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ
اور زیادہ سے زیادہ 33 درجے سنٹی گریڈ

○ سپریم کورٹ نے صوبہ سرحد میں گورنر راج میں توسیع نہ کئے جانے کی صورت میں معزول وزیر اعلیٰ پیر صابر شاہ کی حکومت کی بحالی کا اکثریتی فیصلہ سنا دیا ہے

○ پاکستان نے بھارت کو ہرا کر شارجہ میں ہونے والا آسٹریلشیا کپ جیت لیا اور مسلسل تیسری بار جیت کر ہیٹ ٹرک مکمل کر لی۔ پاکستان نے ۶ وکٹوں کے نقصان پر ۲۵۰۔ رنز بنائے جبکہ بھارت کی پوری ٹیم ۴۷۔ اوورز میں ۲۱۱۔ رنز پر آؤٹ ہو گئی۔

○ شاہدرہ کی جامع مسجد محمدیہ میں دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے عصر کی نماز کے وقت ہینڈ گرینیڈوں سے حملہ کر کے چالیس کے قریب نمازیوں کو زخمی کر دیا۔ جن میں سے ۲۴۔ کی حالت تشویشناک ہے۔ حملہ آور پولیس اور سینکڑوں آدمیوں کے سامنے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

○ کراچی میں ایم کیو ایم۔ الطاف گروپ کے مقبول رہنما کی نماز جنازہ پر گولی چل گئی جس سے ایک آدمی ہلاک اور ۵۔ افراد زخمی ہو گئے۔ لانڈھی اور کورنگی میں تمام دن فائرنگ کا سلسلہ جاری رہا۔

○ سرب فوج گورازدے میں داخل ہو گئی ہے سربیا کے تازہ حملوں میں ۴۰۰۔ افراد ہلاک اور ڈیڑھ ہزار سے زیادہ زخمی ہو گئے ہیں۔ گلی گلی گھر گھر لڑائی ہو رہی ہے۔ دریں اثنا سلامتی کونسل نے سربیا کے خلاف ایک اور قرارداد منظور کر لی ہے۔

○ امریکی صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ ہم سربوں کے خلاف سخت اقتصادی پابندیوں کے حامی ہیں۔ انہیں مظالم کی قیمت ادا کرنا ہو گی۔

○ امریکی وزیر خارجہ وارن کرسٹوفر نے کہا ہے کہ ہمیں سربیا کے متعلق کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا۔ نیٹو کی ساکھ برقرار رکھنے کے لئے بھی سربیا کے خلاف کارروائی ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ پورا یورپ پناہ گزین بن رہا ہے۔

○ کراچی میں ایک شیعہ رہنما کو قتل کر دیا گیا ہے اور اس کے والد اور بھائی کو شدید زخمی کر دیا گیا ہے۔

○ قومی اسمبلی نے ایک دس رکنی کمیٹی بنانے کی منظوری دی ہے جو تمام موجودہ ارکان قومی اسمبلی کے اثاثوں کی چھان بین کرے گی۔ تحقیقات ان ۲۱۷۔ ارکان کے آباؤ اجداد سے شروع کی جائے گی۔

○ روسی صدر یلسن نے کہا ہے کہ وہ سلامتی کونسل میں بحث کے بغیر سربیا کے خلاف فوجی طاقت کے استعمال کے حق میں نہیں ہیں۔

○ وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے قومی اسمبلی میں بتایا کہ ایٹمی بجلی گھر حاصل کرنے کے لئے فرانس سے پھر رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ انہوں بتایا کہ سابق حکومت نے پلانٹ حاصل کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی تھی۔

○ بھارتی وزیر اعظم نرسیمارواؤ نے کہا ہے کہ پاکستان کے کسی فیصلے کی بنیاد پر ہم اپنا راستہ ترک نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کو پاکستان کے مساوی ٹھہرانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ انہوں بتایا کہ میزائل پروگرام کے بارے میں کسی بھی حلقے کا کوئی دباؤ نہیں ہے۔

○ گوجرانوالہ میں ایک شخص کو جس پر قرآن پاک نذر آتش کرنے کا الزام تھا ایک مشتعل ہجوم نے زبردستی پولیس چوکی سے نکال کر زندہ جلا دیا۔ چوکی پر اس ہجوم کے حملے کے نتیجہ میں ۴۔ پولیس اہل کار شدید زخمی ہو گئے اور تھانہ کی باقی نفری فرار ہو گئی۔ ہجوم نے چوکی کا آہنی گیٹ دروازے اور کھڑکیاں توڑ دیں۔

○ اقلیتوں کے ۷۔ ارکان قومی اسمبلی نے مطالبہ کیا ہے کہ منظور مسیح کے قاتلوں کا مقدمہ فوری سماعت کی عدالتوں میں چلایا جائے۔ انہوں نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ توہین رسالت کے مقدمات درج کرنے کا اختیار صرف مجسٹریٹوں کو دیا جائے۔

○ بھارت میں چین کے سفیر نے کہا ہے کہ مسئلہ کشمیر پر پاکستان اور بھارت کے لئے وہ ثالث نہیں بنیں گے۔ انہوں نے کہا کہ کسی بھی ملک کو این۔ پی۔ ٹی۔ پر دستخطوں کے لئے بھارت پر دباؤ نہیں ڈالنا چاہئے۔

○ وزیر خارجہ پاکستان نے کہا ہے کہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے جرمنی کے ارکان پارلیمنٹ سے کشمیر اور بوسنیا کے متعلق بات کی ہے اور ان کے ساتھ بڑے موثر انداز میں ان مسائل کو اٹھایا ہے اور جرمنی میں پہلی بار لوگ کشمیر کی باتیں کر رہے ہیں۔

○ سابق چیف آف آرمی سٹاف جنرل (ریٹائرڈ) مرزا اسلم بیگ نے اعتراف کیا ہے کہ تمبر تا اکتوبر ۱۹۹۰ء میں مہران بینک سکینڈل کے مرکزی کردار مسٹر یونس حبیب نے انہیں چودہ کروڑ کا عطیہ الیکشن ۹۰ء کے لئے دیا تھا۔ جس میں سے ۶۔ کروڑ روپے آئی۔ ایس۔ آئی نے الیکشن کے دوران صرف کئے۔ انہوں نے کہا کہ صدر غلام اسحٰق خان ان عطیات سے باخبر تھے۔

○ ملائشیا کے وزیر اعظم مہاتیر محمد نے کہا ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بطروس غالی اپنے عہدے سے استعفیٰ دے دیں۔ کیونکہ وہ سربوں کو بوسنیا پر مظالم کرنے سے روکنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔

○ افریقی ملک روانڈا میں خانہ جنگی بند کرانے میں ناکامی کے بعد سلامتی کونسل نے وہاں موجود امن فوج کی بڑی تعداد کو واپس بلانے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ امریکہ کے سائنس دانوں نے ذیابیطس کا جدید علاج دریافت کر لیا ہے۔ انہوں نے مردہ شخص کے لبلبہ کے خلئے مریض میں منتقل کر دئے جو صحت یاب ہو گیا۔ یہ شخص ۳۸۔ سال سے اس مرض میں مبتلا تھا۔

تبدیلی نام

○ میں نے اپنا نام "ناصرہ بلقیس" سے تبدیل کر کے "ناصرہ منیر" رکھ لیا ہے۔ اب مجھے ناصرہ منیر کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

ناصرہ منیر
اہلیہ منیر احمد خان سہیل
۷/۴۰ فیکٹری ایریا ربوہ

○ میں نے اپنا نام "منیر احمد خان" سے تبدیل کر کے "منیر احمد خان سہیل" رکھ لیا ہے۔ اب مجھے منیر احمد خان سہیل کے نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

منیر احمد خان سہیل
۷/۴۰ فیکٹری ایریا ربوہ

ادویاتِ حیوانات

ویٹرنری ڈاکٹرز اور سٹورز فری سیمپلز براہ راست ہمیں خط لکھ کر منگوائیں۔

منہ کھر، گل گھوٹو، تھنوں کی خرابی (سوزش ناڑ، گلٹی)، اخراج رحم (اوانس نکالنا) زہرباد دودھ کی کمی، ٹک، بندش، سرکن، اپھارہ، بانجھ پن اور واہ وغیرہ کیلئے بفضلہ تعالےٰ مؤثر ادویات اور لٹریچر مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے حاصل کریں۔

- اٹک: شفیق ویٹرنری کلینک نزد ملٹری ڈیری فارم چھوٹی روڈ
- چکوال: نیو پنجاب ویٹرنری میڈیسن سٹور القادر مارکیٹ
- راولپنڈی: عظیمیہ دواخانہ جامع مسجد روڈ / ہسپتال روڈ
- رحیم یار خان: حرمین ہومیو سٹور بانو بازار
- سرائے عالمگیر: ڈاکٹر سید طفیل حسین شفاخانہ حیوانات
- فیصل آباد: شادی میڈیکوز گول چنیوٹ بازار
- کنری: راجہ میڈیکل سٹور
- قائد آباد: مبارک دواخانہ مین بازار
- لاہور: پاکستان میڈیکوز انارکلی شاہ عالم مارکیٹ
- لیاقت پور: رحمٰن میڈیکل سٹور پکی منڈی
- ملتان: شبیر میڈیکل ہال حسین آگاہی روڈ

کیور سٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو کمپنی) گولبازار ربوہ
فون: 04524-771، 04524-211283 فیکس: 04524-212299

ضرورت ہے

لبرٹی مارکیٹ میں ٹیبل لیمپوں کی دوکان میں توسیع کی وجہ سے ہمیں ایک سپروائزر اور ایک سیل مین کی ضرورت ہے۔ عمر کی کوئی قید نہیں۔ تنخواہ حسب قابلیت

درخواست صدر یا امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ ملک عبد الحفیظ - لبرٹی لیمپس گلبرگ پلازا دوکان نمبر ۴۸ فرسٹ فلور۔ لبرٹی مارکیٹ لاہور۔

فون دوکان 878094 گھر 7588190

بفضل خدا تعالیٰ بہترین ڈش انٹینا کیلئے آپکے جانے پہچانے پرانے آزمودہ اور با تجربہ کار

THE WORLD IN YOUR HOME

فون: 21274 رہائش: 212487

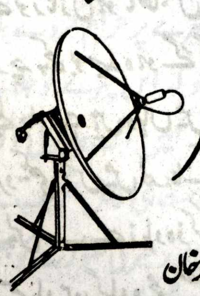

ڈِش ماسٹر
اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: بشارت احمد خان